OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

ڈاکٹر جاوید اقبال کی نظر میں اقبال کے افکار

Iqbal's thoughts in the eyes of Dr. Javed Iqbal

Firdous Akhter
Ph.D Scholar, Department of Urdu, Federal Urdu University Islamabad.

Dr. Aamar Iqbal
Assistant Professor Urdu, Lahore Leads University.

Dr. Naila Abdul Karim
Assistant Professor Urdu, Department of Urdu, University of Mianwali.

Received on: 05-04-2024 Accepted on: 10-05-2024

Abstract

Dr. Javed Iqbal is the author of several Urdu and English books. The thought-provoking thoughts of Dr. Javed Iqbal's father and national poet Allama Muhammad Iqbal are very important in Pakistani literature, due to which the Muslim Ummah gained awareness. In order to further advance these thoughts and other literary endeavors of Allama Iqbal, Dr. Javed Iqbal has done his noble literary duty to inform the young generation about Iqbal's thought. In this context, in the article under review, it has been dared to be presented to the reader by discussing important topics such as the thought of civilization and culture, the thought of humanism, the thought of optimism, the thoughts of the state and the thoughts of Allama on secularism.

Keywords: Iqbal, Urdu and English books, Allama Muhammad Iqbal, Secularism.

ڈاکٹر جاوید اقبال نے علامہ اقبال کے فرزند خاص کی حیثیت سے اپنی ساری زندگی علامہ اقبال کے افکار کی تسہیل و تفہیم میں گزاری۔ آپ کو جب بھی اقبالیات کے سیمینار کا دعوت نامہ ملا، آپ نے خندہ پیشانی سے قبول کیا اور اقبال کے افکار کی تفہیم کا کام سرانجام دیا کیونکہ پاکستان میں علامہ اقبال کو محدود مذہبی سوچ کے دائرے میں ہی دیکھا گیا جبکہ جاوید اقبال نے جو نکتہ نظر علامہ اقبال کے حوالے سے رکھا اس سے بہت سے اقبال شناس اتفاق نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی ہر تقریر میں اقبال کو ملائیت کے تنگ دائرے سے نکالنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں وہ کہاں تک کامیاب رہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ عموماً مداحوں میں ہر طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں جو اپنے اپنے افکار کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ محبت کا اظہار کیا ہے۔ بعض اوقات جو لکھا اور کہا جاتا ہے وہ بے جا تنقید کے طور پر سامنے آتا ہے۔ ڈاکٹر شاہد اقبال کامران لکھتے ہیں:

"عصر حاضر میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے فکر اقبال کو درست، آزاد، غیر متعصب اور تخلیقی انداز میں سمجھنے اور سمجھانے کے لیے ایک مثالی کردار ادا کیا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کی اقبال کو سمجھنے کی روش، انداز اور تشریحات حد درجہ وقیع، جامع اور قابل قدر ہیں اور اقبالیات کی تدریس، تحقیق اور تعبیر کرنے والوں کے لیے ایک عمدہ مثال کا درجہ رکھتی ہیں۔"(1)

پاکستان میں فہم دین کی روش فکر اقبال کے مخالف انداز میں پرورش پا رہی ہے۔ اجتہاد سے گریز اور تقلید پر پر تشدد اصرار نے علماء کو عامۃ الناس کے منشاو مفاد سے بے حد دور کر دیا ہے۔ ایسے میں خطبات اقبال کی طرف توجہ پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

ڈاکٹر جاوید اقبال، علامہ اقبال کے افکار سے شناسا ہیں۔ "جاوید نامہ اقبال" میں جاوید اقبال بازبان رومی اشعار کا ترجمہ کرتے ہیں۔

"اگر تو واقعی عاشق ہے تو محدود سے لامحدود کی سمت چل اور اپنے آپ پر موت کو حرام سمجھ ! اے قبر کے صندوق میں بند مردے، سن تو یقیناً صور اسرافیل کی آواز کے بغیر بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ تیرے گلے کے اندر بلاشبہ نہایت عمدہ واعلیٰ نغمے موجود ہیں لیکن تو مٹی کے اندر کب تک مینڈک کی طرح ٹرٹراتا رہے گا" (2)۔

ڈاکٹر جاوید اقبال نے روح و جسم کے تعلق کو عام طور پر الگ رکھ کے دیکھا ہے لیکن اقبال کے ہاں ابدی روح بھی باعمل ہے۔

فکرِ تہذیب و ثقافت:

ڈاکٹر جاوید اقبال نے علامہ اقبال کے نظریہ تہذیب و ثقافت اسلامی کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

"ثقافت اسلامی کی روح کے موضوع پر علامہ اقبال نے فکر اسلامی تشکیل نو" کے ایک خط میں مدلل بحث کی ہے جسے میری دانست میں دیگر خطبوں اور کلام اقبال کی روشنی میں پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اقبال کے نزدیک "توحید رسالت" کے پس منظر میں اسلام اپنی ثقافت کے ذریعے مسلمانوں کو ایسی مثبت آزادی کا پیغام دیتا ہے جس کی چار جہتیں ہیں۔ آزادی کے اس پیغام کو اقبال "ختم نبوت" کے اپنے مخصوص تصور کے ساتھ منسلک کرتے ہیں۔ پہلی جہت "سلطانی جمہور یہ" ہے۔ یعنی مسلمانوں کو اب جمہوری نظام چلانے کی ذمہ داری بجائے خود قبول کرنی ہے۔ یہ جمہوریت نہ تو "تھیاکریسی" یا مذہبی پیشواؤں کی جمہوریت ہے نہ "سیکولر" یالادین جمہوریت۔ اقبال اسے روحانی جمہوریت کا نام دیتے ہیں جس سے مراد ایسی جمہوریت ہے جس میں ہر مذہب کے پیروکاروں کو تحفظ فراہم کیا جائے گا بلکہ اقبال تو اس میں "توہین بانیان ادیان" کے تحت سزا کے قانون کا نفاذ چاہتے تھے۔ اس آزادی کی دوسری جہت کے بارے میں اقبال فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانہ قدیم اور زمانہ جدید کے درمیان ایک پُل کی طرح ہیں۔ قدیم کے ساتھ ان کا واسطہ بطور وحی کے سرچشمہ کے ہے اور جدید سے تعلق اس بنا پر ہے کہ اپنی حیات کے دوران ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "اجتہاد" کی اجازت دی تھی۔ پس قانون سازی کے لیے اب خود وحی کی تعبیر کے قائل ہیں۔ آزادی کی تیسری جہت عقلی اور تجربی علوم کی تحصیل کی خاطر مسلمان کلی طور پر آزاد ہیں۔ اسلامی علوم اور غیر اسلامی علوم میں امتیاز کی قطعی کوئی اہمیت نہیں۔ اقبال ثابت کرتے ہیں کہ مشاہداتی علوم کی ابتداء اسلامی تہذیب میں ہوئی۔ "تجربی اصول" اسلامی فکر کی ایجاد ہے۔ "سائنسی منہاج" مسلمانوں کی دریافت ہے۔ اقبال اپنے تمام ایسے دلائل کی تائید میں بریفو

کی تصنیف "تشکیل انسانیت" سے یہ اقتباس پیش کرتے ہیں۔ "یورپی تمدن کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جس سے اسلامی تہذیب کے اثر کا سراغ لگا سکنا ممکن نہ ہو۔ مگر سب سے نمایاں پہلو اس کے زیر اثر طبیعاتی علوم اور سائنٹیفک اسپرٹ کا فروغ ہے۔" (3)

اسلامی ثقافت کی روح پر بحث کے سلسلہ میں آزادی کی چوتھی جہت جو اقبال کی نگاہ میں نہایت اہم ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ میں ان کا مسلمان کے "خلاق" ہونے پر اصرار ہے۔ اس دائرے میں شاعر، ادیب، مصور سبھی آجاتے ہیں۔ اقبال کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روح انسان میں پھونک رکھی ہے اور وہ ارتقاء کے مرحلے پر اپنی طرف اس سے "خلاق" ہونے کی توقع رکھتا ہے۔ پس اقبال اللہ تبارک تعالیٰ ہی سے "جاوید نامہ" میں کہلواتے ہیں:

ہر کہ او را قوت تخلیق نیست

پیش ما جز کافر و زندیق نیست!

از جمال ما نصیب خود نبرد

از نخیل زندگانی بر نخورد

ترجمہ: جس کسی میں بھی تخلیق کی قوت موجود نہیں وہ ہمارے نزدیک کافر و زندیق کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس نے ہمارے جمال سے اپنا حصہ نہیں لیا۔ وہ زندگانی کے درخت کا پھل کھانے سے محروم رہا۔ (4)

غور طلب بات یہ ہے کہ تخلیق کے معاملے میں اقبال کے ہاں نیکی اور بدی یا گناہ اور ثواب میں فرق معدوم ہو جاتا ہے بلکہ انوکھے جدت کے طور پر تخلیقی انداز میں کیا گیا گناہ بھی ثواب میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اقبال کے ہاں سیاست اور مذہب الگ نہیں ہے بلکہ فلاح انسانیت کے لیے مذہب سے قریبی تعلق کو اہم جانتے ہیں۔ دین اور دنیا کو جدا کرنے سے فلاح انسانیت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ فرماتے ہیں:

شجر ہے فرقہ آرائی، تعصب ہے ثمر اس کا

یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو (5)

علامہ اقبال کو ماننے والے اکثر یہ خیال پیش کرتے ہیں کہ آپ شدت پسند تھے جبکہ اقبال کے نزدیک انسانیت سے بڑھ کر کوئی مذہب نہیں ہے۔ سب مذاہب انسانیت کے دائرے ہی میں پروان چڑھتے ہیں۔ اقبال ہمیں تمدنی یا تہذیبی طور پر ایسی طرزِ حیات اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں جس میں ثبات اور تغیر کی اقدار میں تفریق کو ملحوظ خاطر رکھ کر زندگی بسر کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ بقول اقبال "روحانی طور پر ہماری انفرادی یا اجتماعی زندگی یں ثبات" صرف انہیں قوانین کو حاصل ہے جن کا تعلق "معاملات" سے ہے۔ وہ وقت کے تقاضوں کے تحت بدلے جا سکتے ہیں۔

فکر دانش و عمل:

اقبال نے تصوف کی ان تمام صورتوں سے کنارہ کشی اختیار کی جنہوں نے شریعت کی تکالیف اور تقاضوں کو پس پشت ڈال کر ایسی طریقت کا

راستہ دکھایا جو بے عمل تھی اور جس میں امید کا پہلو نظر نہیں آتا۔اقبال ایسی بدعات کو بھی ناپسند کرتے ہیں جو بے عملی اور اداسی کا موجب بنتی ہیں۔بقول اقبال:

یہاں مرض کا سبب ہے غلامی و تقلید
وہاں مرض کا سبب ہے نظام جمہوری
نہ مشرق اس سے بری ہے نہ مغرب اس سے بری
جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری(6)

جاوید اقبال، علامہ اقبال کے عملی افکار کو بیان کرتے کہ اقبال کی شاعری کا محرک ہی ''عمل سے زندگی بنتی ہے''۔ علامہ اقبال کا قول ہے ''انسانی اتحاد، مساوات اور انسانی آزادی'' عملی طور پر یہی اسلامی ثقافت کی روح ہے۔''(7)

علامہ اقبال نے ہمیشہ عقل و دانش کو اپنا رہنما کہا ہے۔ دل میں وہی قبول کیا جو عقل کو ساتھ رکھے۔ جاوید اقبال نے بھی علامہ کے یہی افکار مشعل راہ بنائے جنہیں انہوں نے بار بار اپنی تقاریر میں پیش کیا۔ علامہ اقبال کے ہاں حرکت کا پہلو زندگی کے ساتھ جڑا ہے اور زندگی عبارت ہی حرکت سے ہے۔ڈاکٹر جاوید اقبال کے مطابق علامہ اقبال اجتہاد کی تعریف ''اصول حرکت'' کے طور پر کرتے ہیں۔

''جو اجتہادات ماضی میں کیے گئے وہ اپنے اپنے زمانوں کے مطابق درست تھے مگر وہ حال کی ضروریات کے مطابق صحیح قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ جو بھی اجتہاد کی تاریخ اور ارتقاء کے موضوع پر مستند کتاب لکھنے کا اہل ہو گا وہ اپنے وقت کا مجدد قرار پائے گا۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ شاید یہ ایک شخص کا کام نہ ہو بلکہ اسے انجام دینے کے لیے فقہا کا ایک بورڈ قائم کرنا پڑے اور اس کی تکمیل کے لیے خاصی مدت لگے۔''(8)

علامہ کے ہاں افکار کی جدت صرف خیال تک محدود نہیں ہے۔ فیض احمد فیض کی نظر میں علامہ اقبال نے اسلوب میں نہ صرف تازہ خیالات و افکار کو شامل کر کے اردو شعری روایت کے فرسودہ اور بے جان استعارات، تشبیہات میں جان ڈال دی بلکہ بے رنگ اور دقیق خیالات کو اس شائستگی اور بے ساختگی سے ادا کیا کہ مضمون اپنی وقعت اور اجنبیت کے باوجود غالب کے عشق سے زیادہ رنگین معلوم ہونے لگتا ہے۔ فیض کے خیال میں اقبال کے ہاں جذبے بتدریج غیر مرصع اسلوب میں بیان کیے جانے کا رجحان ملتا ہے۔اس غیر مرصع اسلوب کے باوجود اقبال نے اپنے کلام کو کیسے وقعت دی؟ فیض اس سوال کے جواب میں تین وجوہات بیان کرتے ہیں۔ایک چیز جو کلی طور پر اردو شاعری کو اقبال کا عطیہ ہے وہ اسم معرفہ کا استعمال ہے مثلاً کوفہ حجاز، عراق، فرات، اصفہان، سمرقند، قرطبہ وغیرہ دوسرے ایسے الفاظ کا استعمال جو سادہ تو ہیں لیکن نامانوس نہیں جو نہ مشکل ہیں نہ متروک۔ صاف شفاف الفاظ لیکن جو پہلے استعمال نہیں کیے گئے۔ تیسرے نامانوس بحر مثال کے طور پر مسجد قرطبہ کی بحر ،اقبال کے ہاں کم از کم چھ ایسی بحریں ملتی ہیں جو اس سے قبل اردو شاعری میں مستعمل نہیں تھیں۔

ڈاکٹر جاوید اقبال چونکہ شاعر نہیں ہیں اس لیے آپ نے اقبال کے شاعرانہ اسلوب پر بات نہیں کی مگر ان کے افکار پر آپ نے بھرپور اظہار خیال کیا اور اقبال کے کلام کی جو روح ہے اس پر بات کی ہے۔اقبال کے ہاں فلسفہ زندگی، زندگی کے لازمی جزو کے طور پر سامنے آتا ہے۔

علامہ اقبال کی فکر انسانیت:

محدود مذہبی سوچ کے علماء نے علامہ اقبال کو اپنا ہیرو بنایا مگر اس کا ناطہ دنیائے انسانیت سے جوڑا جو ہر مذہب کی روح ہے۔ یہ بات ملا کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ علامہ اقبال اپنے دور کے عالم بے بدل ہیں۔ فلسفہ نفسیات، مذہبیات، ادبیات، اقتصادیات کے علاوہ بھی ان کا مطالعہ مختلف علوم پر بنیادی حیثیت سے رہا۔ اس لیے انہوں نے ہر فکر کو متاثر کیا اور پھر مقصدیت کے حوالے سے بھی علامہ اقبال کو امتیاز حاصل ہے۔

اقبال نے نظم میں فرد کی اکیلی آواز کے بجائے ملت کی اجتماعی آواز پیدا کی۔ علامہ اقبال کی شاعری کسی ایک خطے تک محدود نہیں ہے۔ بقول اقبالؒ:

سرما کی ہواؤں میں عریاں ہے بدن اس کا
دیتا ہے ہنر جس کا امیروں کو دوشالہ
اُمید نہ رکھ دولت دُنیا سے وفا کی
رم اس کی طبیعت میں ہے مانند غزالہ (9)

جاوید اقبال اس سے آگے کی بات کرتے ہیں۔ وہ اقبال کے افکار میں مرد عورت کے تصادم کی بات ہی نہیں کرتے اور جس میں جتنی صلاحیت ہے وہ استعمال کرنے کی بات کرتے ہیں۔ جاوید اقبال کی یہی فکر انہیں عام اقبال شناس سے ممتاز کرتی ہے۔

علامہ اقبال کی فکر رجائیت:

علامہ اقبال کے ہاں مقاصد زندگی کے ساتھ امید کا پہلو بہت اہم ہے۔ آپ ملت اسلامیہ کا ماضی بیان کر کے اسے مایوس نہیں کرتے بلکہ آگے بڑھنے کا حوصلہ فراہم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر افتخار صدیقی اپنے مضمون ''کلام اقبال'' میں رجائیت کے مختلف پہلو میں رقم طراز ہیں:

اقبال کی زندگی سے مقصدیت، ارتقاء اور امید کے پہلو کبھی بھی الگ نہیں ہوتے۔ اقبال کے نزدیک انسان زندگی میں جو مقصد بھی اختیار کر لے وہ مثل سحر روشن، واضح اور غیر مبہم ہونا چاہیے اور دوسری بات کے مقصد سطحی اور حقیر نہ ہوں۔ انسان کو ہمیشہ اسے بلند اور اعلیٰ وارفع مقاصد کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے جن کی رفعت اور عظمت کو مضمرات تک رسائی حاصل ہو۔ جو حلقہء کائنات میں ایک تہلکہ مچادیں اور ان سے تجسس کی دنیا میں ہنگامہ برپا ہو جائے۔ اس کا مقصد خدا کی محبت سے سرشار ہونا بھی ضروری ہے۔ وہی مقاصد دلبر اور ارتقائے حیات کے معاون بن سکتے ہیں۔۔۔۔ اقبال کے خیال میں جس انسانی ہستی کے ارتقاء میں اربوں برس لگے ہوں وہ بحث اور لاحاصل شے کی طرح ختم ہو جائے یہ کس طرح ممکن ہے اور اقبال نے عملی نتائج کو بھی لطف اور درد سے الگ رکھنے کی کوشش کی مگر جب وہ اپنی بات کو اس طرح کہتے ہیں کہ بہشت سے مراد ہلاکت و فنا کی قوتوں پر غلبہ و کامرانی کی مسرت اور جہنم سے مراد بطور انسانی ناکامی کا درد انگیز احساس ہے۔ بقول اقبالؒ:

بے تکلف خندہ زن ہیں، فکر سے آزاد ہیں

پھر اسی کھوئے ہوئے فردوس میں آباد ہیں(10)

اقبال کے کلام میں گل لالہ اور ملت اسلامیہ کا استعارہ ہے۔ ابلیس اسلام کی اس انقلابی اور حر کی روح سے حد درجہ خائف ہے جو اقبال کے نظام فکر میں خون کی مانند رواں ہے چنانچہ وہ ملت اسلامیہ کی بیداری، آزادی اور خود مختاری کے امکانات کو معدوم کر دینا چاہتا ہے۔ ابلیس کے اس ہدف کو پورا کرنے کی حتمی حکمت عملی ہمیں اقبال کی آخری طویل نظر ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں ملتی ہے۔ اس ضمن میں ابلیس نظام کو درپیش خطرات کی تفہیم اور پیش بندی کی خاطر 1936ء میں ایک خیالی کانفرنس کاانعقاد عمل میں لایا گیا۔(11)

اپنے اختتامی کلمات میں ابلیس اپنے مشیروں کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے اشتراکیت کی بجائے اسلام کو اپنے عالمی نظام کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیتا ہے۔

علامہ اقبال کے ریاستی افکار:

جاوید اقبال کہتے ہیں کہ اقبال کے اسلامی افکار کیا ہیں؟ اگر وہ پاکستان میں اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے تھے تو وہ کس نوعیت کی ریاست ہے؟ ان سوالوں کا جواب دینے سے پیشتر اقبال کے چند ایسے مقولوں کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے جن سے ان کے اسلامی افکار کی وضاحت ہوتی ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں: زمانہ قدیم میں مذہب علاقائی تھا۔ یہودیت نے واضح کیا کہ مذہب ''نسلی'' ہے۔ مسیحیت نے تعلیم دی کہ مذہب ''ذاتی'' ہے مگر اسلام کا فرمان ہے کہ مذہب نہ علاقائی ہے نہ نسلی ہے نہ ذاتی ہے بلکہ خالصتاً انسانی ہے۔ پھر فرماتے ہیں ''توحید کا مطلب ہے انسانی اتحاد، انسانی مساوات اور انسانی آزادی''۔ پھر ارشاد ہوتا ہے ''بطور عقیدہ اسلام کی نہ کوئی زبان ہے نہ رسم الخط اور نہ لباس''۔ پھر فرماتے ہیں ''اسلام کا مقصد روحانی جمہوریت کا قیام ہے۔'' جاوید اقبال کے خیال میں اقبال نے ''روحانی جمہوریت'' کی تعریف بیان کی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضع کردہ تحریری دستور ''میثاق مدینہ'' کی طرف ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں مکہ کے مہاجرین اور مدینہ کے انصار کو باہم ملا کر ملت یا امت قائم کی۔ اسی بناء پر مسلم قومیت کے بارے میں اقبال کا قول ہے ''اگر انسانوں کا گروہ علاقہ، نسل یا زبان کے اشتراک پر ایک قوم بن سکتا ہے تو عقیدہ کے اشتراک کی بنیاد پر بھی وہ ایک قوم بن سکتا ہے۔''(12)

ڈاکٹر جاوید اقبال سے جب پوچھا گیا کہ آپ کے خیال میں علامہ اقبال بہ حیثیت مفکر زیادہ اہم ہیں یا بہ حیثیت شاعر؟ تو آپ کا جواب تھا کہ علامہ اقبال کا اپنا قول ہے کہ میں شاعر نہیں ہوں اور آنے والی نسلیں شاید مجھے شاعر نہ سمجھیں۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ میں فلسفی بھی نہیں ہوں۔ وہ اپنے آپ کو کانٹ اور ہیگل کی طرح باقاعدہ اور منظم فلسفی خیال نہیں کرتے۔ پھر وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں عالم دین بھی نہیں ہوں گو وہ دین مذہب اور عقیدے کے موضوعات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کے خیال میں علامہ اقبال اتحاد عالم اسلام کے خواہش مند ضرور ہیں مگر اس کی صورت صرف ان تین صورتوں میں ممکن ہے۔

''ایک صورت ہے انٹر نیشنل اسلامک اسٹیٹ کی جواب ممکن نہیں ہے۔ یہ امپیریل سٹیٹ کی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے جیسے بنوامیہ کا

دور دوسری صورت فیڈریشن آف مسلم اسٹیٹس کی ہے جس کے لیے اقبال کے خیال بھی ابھی حالات ساز گار نہیں۔ تیسری صورت انہوں نے بتائی ہے کہ بائی لیڈل یا ملٹی لیڈل معاہدوں کے ذریعے اسلامی ممالک اکٹھے ہو جائیں اور یہ ممکن ہے۔"(13)

علامہ اقبال کی نظم ابلیس کی مجلس شوریٰ نظم سے اشعار ہیں۔

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس

جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟

چہرہ روشن اندرُوں چنگیز سے تاریک تر!(14)

ڈاکٹر جاوید اقبال نے بار بار واضح کیا ہے کہ

"اقبال ملوکیت اور ہر قسم کی آمریت کو رد کرتے ہوئے صرف جمہوری نظام کے حامی ہیں اور اسے پاکستان میں پھیلتے پھولتے دیکھنے کے آرزومند ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ پاکستان کو تھیوکریٹک ریاست بنائے جانے کے خلاف ہیں۔ تیسرا یہ کہ وہ اقلیتوں کے ساتھ برابری کا سلوک روا رکھنا اور آئینی طور پر ان کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں تا کہ پاکستان صحیح معنوں میں "روحانی جمہوریت" بن سکے۔ چوتھا یہ کہ وہ پاکستان میں قانون کی حاکمیت کے اصول کو عملی طور پر رائج کرنے کے حق میں ہیں۔ پانچواں یہ کہ پاکستان میں "معاملات" کے ضمن میں بھی جو اسلامی قانون سازی کی جائے وہ وقت کے جدید تقاضوں کے مطابق پارلیمنٹ "اجتہاد" کے ذریعہ کرائے اور اجتہاد "اجماع" کی صورت میں کیا جائے۔ یعنی ایسی قانون سازی کو پارلیمنٹ کے منتخب اراکین کی اکثریت حاصل ہو۔ چھٹا یہ جیسے قائدِ اعظم کے نام اقبال کے ایک خط سے واضح ہے۔ وہ قرآن کے عمیق مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ اس کی آیات میں "سوشل ڈیموکریسی" کا تصور موجود ہے اور ماہرین معاشیات کے مشوروں سے جس کے قانونی نفاذ کے ذریعہ پاکستان کو فلاحی ریاست بنایا جا سکتا ہے"۔(15)

ڈاکٹر جاوید اقبال کے مطابق ابھی تک اقبال کے تصور "اسلامی ریاست" کی مختصراً تفصیل بیان کی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اقبال کی سوچ ہم سے بہت آگے ہے۔ ہم ان کے افکار کو اگر سمجھ پائیں تو انہیں نافذ کرنے کے لیے تیار نہیں یا نافذ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

علامہ کے سیکولرازم کے بارے میں افکار:

ڈاکٹر جاوید اقبال کے مطابق

"عام طور پر ہمارے یہاں مذہبی طبقہ "سیکولرازم" کو "لادینیت" سمجھتا ہے۔ یہ سوچ اس حد تک تو درست ہے کہ مذہب کا ریاست کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو لیکن اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ جو قوم "سیکولرازم" بطور نظام حکومت قبول کرتی ہے وہ لامذہب یا لادین ہو جاتی ہے۔ یہ تو قطعی غلط تعبیر ہے۔ دراصل علمائے ہند نے "سیکولرازم" کی یہ تعبیر اس وقت پیش کی جب تنسیخ خلافت کے بعد ترکی نے یورپ کی تقلید کرتے ہوئے "سیکولرازم" کو بطور قومی نظریہ قبول کیا۔ علماء کے حلقوں میں اس کی مذمت کی گئی کہ لادین ریاست کے شہری ہونے

کے سبب ترک اسلام سے منحرف یا مرتد ہو جائیں گے حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ ترکوں نے ''معاملات'' کی حد تک شریعت کے قوانین کے بجائے ''سیکولر'' یاانسان کے بنائے ہوئے سول یا کریمنل قوانین کواپنی ریاست میں نافذ کیا۔''(16)

جہاں تک عبادات کا تعلق ہے ترک جب بھی عقیدے کے مسلمان تھے اور اب بھی مسلمان ہیں۔

علامہ اقبال نے مسلمانوں کے عالمی دینی، سیاسی، تہذیبی، معاشرتی زوال کی جو وجوہ بیان کی ہیں ان میں نمایاں تین ہیں۔ ملوکیت، ملائیت، خانقاہیت۔

جہاں تک نظام ریاست کا تعلق ہے اس کے لیے ڈاکٹر جاوید اقبال کے خیال میں تین طرح کا نظام حکومت اب تک کی صورت حال پر واضح ہو سکتا ہے۔ (پہلا) یا تو قائد اعظم اور علامہ اقبال کے ''اجتہادی'' افکار کی طرف از سر نو رجوع کریں۔ (دوسرے) یا طالبان کا ''تقلیدی'' اسلام قبول کر کے قصہ تمام کر دیں۔ (تیسرے) اور یا اس منافقانہ نظام سے چمٹے رہیں جو گزشتہ بیس برس سے زائد مدت تک پاکستان میں پرورش پا رہا ہے اور ''اسٹیٹس کو'' کے طور پر مقدمے کے سب فریق قبول کرتے ہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے علامہ اقبال کے افکار کی تفہیم کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ:

''روح دین یا اسلامی تہذیب کی روح کے فہم سے عاری ملانے مومن کو کافر بنانے کا روپ اختیار کر رکھا ہے۔ اس کی کج بحثی کے سبب ملت فرقوں میں بٹ گئی اور حرم کی بنیادیں ہل گئیں۔ کہاں ہمارے ملا اور ان کے مدرسے اور کہاں قرآن کے اسرار گویا ایک طرف مادر زاد اندھے ہیں اور دوسری طرف نورِ آفتاب، نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ جہاد کے بارے میں فکر و تدبر کرنا کافر کا دین ہے اور ملا کا دین اللہ کے نام پر مسلمانوں میں دنگا فساد برپا کرتے رہنا ہے۔'' (17)

ڈاکٹر جاوید اقبال نے علامہ اقبال کے افکار میں آنے والی زندگی کی جھلک دیکھی ہے جو اکثر اقبال شناسوں کے ہاں نظر نہیں آتی۔ اس فرق کی وجہ سے ڈاکٹر جاوید اقبال کی نظر میں علامہ اقبال کے افکار نمایاں ہیں اور آنے والے دنوں میں زیادہ واضح ہوں گے۔ انشاءاللہ

حوالہ جات

1۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، اقبال: چند خصوصی مطالعات (مرتبہ): شاہد اقبال کامران، شعبہ اقبالیات، اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2014ء، ص5

2۔ محمد اقبال۔ علامہ، جاوید نامہ اقبال، ڈاکٹر جاوید اقبال، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 2014ء، ص62۔72

3۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، اقبال: چند خصوصی مطالعات، ص9

4۔ ایضاً۔ ص13

5۔ محمد اقبال، علامہ، بانگ درا، نظم: تصویر درد (کلیات اقبال) لاہور، ڈبلیو آر پبلی کیشنز، (س ن) ص84

6۔ محمد اقبال، علامہ، ارمغانِ حجاز، نظم: مشرق و مغرب، ص333

7۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، اقبال: چند خصوصی مطالعات، ص19

8۔ ایضاً، ص14۔24

9۔ محمد اقبال، علامہ، ارمغانِ حجاز، نظم: مشرق و مغرب، ص359

10۔ محمد اقبال، علامہ، بانگ درا، نظم: والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ ص149

11۔ فتح محمد ملک، پروفیسر، اقبال فراموشی، (2002ء)، مجموعہ: کھوئے ہوؤں کی جستجو، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2013ء، ص118

12۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، اقبال: چند خصوصی مطالعات، ص15

13۔ راشد حمید، ڈاکٹر، گفتگو نما، ادیبوں اور شاعروں سے انٹرویو، اسلام آباد، پورب اکادمی، جون 2011ء۔ ص392

14۔ محمد اقبال، علامہ، ارمغانِ حجاز، نظم: ابلیس کی مجلس شوریٰ، ص345

15۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، اقبال: چند خصوصی مطالعات، ص19، 21

16۔ ایضاً، ص25، 36

17۔ محمد اقبال، علامہ، جاوید نامہ اقبال (مترجم) جاوید اقبال، ص44

References

1. Javed Iqbal, Dr., Iqbal: Some Special Studies (Volume): Shahid Iqbal Kamran, Department of Iqbal Studies, Islamabad, Allama Iqbal Open University, 2014, p.5
2. Muhammad Iqbal Allama, Javed Nama Iqbal, Dr. Javed Iqbal, Lahore, Milestone Publications, 2014, pp. 72-62.
3. Javed Iqbal, Dr., Iqbal: A Few Special Studies, p. 9
4. Ibid. P. 13
5. Muhammad Iqbal, Allama, Bangdara, Poem: Image of Pain (Kuliyat Iqbal), Lahore, WR Publications, (Sn) p.84
6. Muhammad Iqbal, Allama, Armaghan-i Hijaz, Poem: East and West, p. 333
7. Javed Iqbal, Dr., Iqbal: A Few Special Studies, p. 19
8. Ibid, p. 14.24
9. Muhammad Iqbal, Allama, Armaghan-i Hijaz, Poem: Mashrikh wa Maghrib, p. 359
10. Muhammad Iqbal, Allama, Bangdara, Poem: In memory of my deceased mother. P. 149
11. Fateh Muhammad Malik, Professor, Iqbal Oblivsi, (2002), Collection: The Quest for the Lost, Islamabad, National Book Foundation, 2013, p. 118
12. Javed Iqbal, Dr., Iqbal: A Few Special Studies, p.15
13. Rashid Hameed, Dr., conversational interview with writers and poets, Islamabad, Purab Akademi, June 2011. P. 392
14. Muhammad Iqbal, Allama, Armaghan-i Hijaz, Poem: Iblis Ki Majlis Shura, p. 345
15. Javed Iqbal, Dr., Iqbal: Some Special Studies, pp. 19, 21
16. Ibid, pp. 25, 36
17. Muhammad Iqbal, Allama, Javed Nama Iqbal (Translator) Javed Iqbal, p.44